THE DAILY JANG MULTAN

روزنامہ جنگ ملتان

بانی..... میر خلیل الرحمٰن رحمتہ

جلد 15 | جمعہ 6 صفر 1439ھ 27 اکتوبر 2017ء 12 کاتک 2074ب | شمارہ 322

سالگرہ 20 اکتوبر 13ء | 110 صفحات | 45470-70-73

# زراعت کی ترقی اور محفوظ خوراک کا تصور

## کارپوریٹ وکوآپریٹو فارمنگ وقت کا اہم تقاضا ہے

## کچن گارڈننگ کے ذریعے سستی، معیاری اور صاف سبزیاں صحت وتندرستی کی ضامن ہیں

## زرعی ترقی اور خوراک کی خود کفالت کا جامع پروگرام تشکیل دینے کی ضرورت ہے: مقررین

جنگ فورم

جنگ فورم کے زیر اہتمام گفتگو

ظاہر سعید

شہزاد مغل

نوید عصمت کاہلوں

سلطان محمود

ڈاکٹر سعید اختر

ڈاکٹر آصف علی

شازیہ ناہید

عکاسی : عقیل چوہدری

طلب بڑھنے سے غذائی نظام پر دباؤ میں اضافہ اور وسائل میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کیلئے غذائی ضروریات، زمین و پانی اور ماحولیاتی تبدیلی غذائی وسائل پر دباؤ کی بڑی وجوہات ہیں۔ اور خوراک و زراعت (ایف اے او) کے مطابق طلب کی موجودہ سطح کو پورا کرنے کیلئے 2050ء تک غذائی پیداوار میں 70 فیصد اضافہ ہونا چاہئے۔ پاکستان سمیت ترقی پذیر دنیا میں مجموعی اوسط پیداوار، ترقی یافتہ دنیا کا صرف 20 فیصد ہے۔ دنیا میں ہر روز فی کس ایک ارب افراد بھوکے رہتے اور اتنے ہی ضرورت سے زیادہ کھاتے ہیں۔ 60 فیصد زراعت چند فصلوں تک محدود ہے۔ پاکستان میں بھی گھاس کی پاس گندم، چاول، گنا اور کپاس پر زور دیا جاتا ہے۔ زراعت ایک اقتصادی قوت ہے، خوراک اور پانی بنیادی حقوق ہیں۔ پائیدار غذائی پیداوار کو یقینی بنانے کیلئے ماحولیاتی استحکام کا ہونا بھی ضروری ہے۔ غذائی تحفظ کیلئے زرعی درست پالیسیاں اپنانے کی ضرورت ہے۔ بے یقینی قدرتی وسائل اور قحط کا شکار ہوتے ہوئے بھی زراعت کی ترقی کے مطلوبہ اہداف حاصل نہیں کئے جاسکے۔ اسی وجہ سے پاکستان کے کئی علاقوں میں ایک طرف غربت، بھوک اور افلاس ڈیرے ڈالے ہوئے ہے تو دوسری طرف دستیاب خوراک اور پانی کے تحفظ پر زیادہ توجہ نہیں دی جاسکی۔ ملک کو غذائی طور پر محفوظ رکھنے کیلئے زراعت کی ترقی کس قدر ضروری ہے۔ اس حوالے سے "زراعت کی ترقی اور محفوظ خوراک" کے موضوع پر منعقدہ جنگ فورم کی تفصیلی رپورٹ قارئین کی نذر ہے۔

### ڈاکٹر آصف علی

(وائس چانسلر نور شریف زرعی یونیورسٹی ملتان)

فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن نے 2030ء تک "زیرو ہنگر" کو بنیادی ہدف قرار دیا ہے۔ ایف اے او نے فوڈ سیکیورٹی پر خصوصی توجہ کیلئے سی جی آئی آر سنٹرز بھی بنائے۔ 1947ء میں گندم کی پیداوار 3 سے 4 ملین ٹن کے قریب ہوا کرتی تھی جبکہ رواں سال صرف پنجاب میں 22.5 ملین ٹن پیداوار ہوئی ہے۔ کالن بھی 14 ملین بیلز تک پیداوار آرہی ہے۔ زراعت کا شعبہ سب سے زیادہ روزگار فراہم کرتا ہے اور بھی ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے کی اس شعبے میں بڑی گنجائش موجود ہے۔ زراعت کی ترقی سے ملک کی ترقی وابستہ ہے۔ پیداوار کی بڑھوتری میں قدرتی وسائل کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ جیسے پانی کی کمی کی وجہ سے چناب اور بلوچستان میں بڑے رقبے پر کاشت نہیں ہو رہی۔ پانی کے بڑے ذخائر بنانے اور قابل کاشت زمینوں پر آبادیوں کے قیام کو کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے۔ جب تک پانی کے نئے ذخائر نہیں بنائے جاتے دستیاب پانی کو بہتر سے استعمال کرنا ہوگا۔ ہم 552 ملین ایکڑ فٹ پانی میں سے صرف 22 ملین ایکڑ فٹ پانی کو زراعت کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ باقی پانی ضائع ہو رہا ہے۔ پانی ہمارا سب سے قیمتی اثاثہ ہے جس کی بے قدری ہو رہی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ زیر زمین پانی کی مقدار رفتہ رفتہ کے ساتھ کم ہو رہی ہے جس سے پینے کے پانی میں آلودگی بڑھتی جارہی ہے۔ پانی کے ایک ایک قطرے کو پیداواری عمل کیلئے استعمال کرنا ہوگا۔ زرعی ماہر کی زراعت فراہمی، مکانزم ایجوکیشن اور قیمت فراہمت پر توجہ دے کر گندم کی پیداوار میں مزید اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں اگائی جانے والی فصلیں گرم موسم کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس لئے موسمیاتی تبدیلیوں سے زیادہ متاثر ہونے کا امکان نہیں۔ پھر بھی ان تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے زون بنانے چاہئیں۔ گندم پاکستان کی بڑی فصل ہے اس کو خوراک کا بنیادی جزو سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے حکومت بھی گندم کی پیداوار بڑھانے کیلئے کوشاں رہتی ہے۔ فصل کی خریداری کو بھی یقینی بنایا جاتا ہے۔ گندم کی سرپلس پیداوار ہو رہی ہے لیکن اس کو ذخیرہ کرنے کا کوئی نظام موجود نہیں۔ خوراک کی خود کفالت کے پائپ لائن نظر آتی سیڈ کراپ اور دالوں کو درآمد کرنے کی بجائے ملک میں ان کی پیداوار بڑھانے کا پروگرام شروع کیا گیا۔ دالوں کی پیداوار بڑھانے کیلئے 5 بلین روپے اگائی سبسڈی بھی دی گئی۔ تیل نکالنے کیلئے آئل سیڈ کراپ لگائی جاسکتی ہیں جبکہ خوراک کیلئے گندم کی فصل کاشت کرنا ضروری ہے۔ گندم کی کاشت کی کسی صورت حوصلہ شکنی نہیں کی جاسکتی۔ مارکیٹنگ کے مسائل نے شعبہ زراعت کو غیر مستقل کیا ہوا ہے۔ اس نظام کو درست کرنے کیلئے "زیرو ہنگر" کا ہدف بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ویژن 2030ء مڈیم ہنگر" کا ہدف بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ دیہی ترقی پر توجہ دینا فی الحال مشکل ہے۔ کسانوں کو بھی آٹے دال کے معیار کے مطابق طرز زندگی دینے کی ضرورت ہے۔ سبزیوں پر فوسی سائیڈ کے بے دریغ استعمال سے کام کرنے کی بہت گنجائش موجود ہے۔ مگن گارڈننگ پر توجہ دی جائے۔ حکومت کی طرف سے نرسری دی جارہی ہے جس کے تحت گھروں میں کچی گلے، گھڑے یا ٹوٹے ہوئے ٹبی کے برتن میں سبزیاں اگائی جاسکتی ہیں۔ شہر کے مضافات میں جو سبزیاں اگائی جارہی ہیں ان میں آلودہ پانی استعمال ہو جاتا ہے۔ محفوظ خوراک کیلئے گھر میں سبزیاں اگا کر فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور بیت کو بھی یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

ہم نے خود کو زیادہ تر گندم کا عادی بنا لیا ہے۔ یہ غذائیت کے اعتبار سے درست نہیں۔ ہمیں تنوع پیدا کرکے چاول، مکئی، جو، باجرہ کی طرف بھی آنا چاہئے۔ گندم میں گلوٹن کی مقدار سے پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے بھی دوسری طرف آنا ضروری ہے۔ اسی طرح پکین کے استعمال کو کم کرنا چاہئے۔ اگر استعمال ضروری ہے تو روٹل ایریا میں کھیتی باڑی پر کام کیا جائے۔ ہمارے ہاں اچھی نسل کی گائے نہیں۔ حکومت کی اکثر بھینسیں چھوٹے کاشتکاروں کیلئے ہی ہوتی ہیں لیکن دودھ کی پیداوار کیوں ثابت نہیں ہوتی اس کا پتہ لگانا ہوگا۔ اعلیٰ زراعت کی ترقی میں کارپوریٹ اور کوآپریٹو فارمنگ اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ زراعت میں تنوع اور جدت لانے کیلئے لوگوں تک علم پہنچانا ہوگا۔ روایتی طریقوں میں تبدیلی لانی ہوگی۔ جامعات کا بنیادی کام ہی مائنڈ سیٹ کو تبدیل کرنا ہے۔ جامعات میں تحقیق اور جدید ریسرچ کے حوالے سے کافی کام ہو رہا ہے۔

### ڈاکٹر سعید اختر

(ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف فوڈ سائنس اینڈ نیوٹریشن جامعہ زکریا)

پوری دنیا میں خوراک کی پیداوار زیادہ ہونے کے باوجود تقریباً 8 سو ملین افراد بھوک کا شکار ہیں۔ ان میں 60 فیصد خواتین بھوک سے متاثر ہو رہی ہیں۔ ہمارے ہاں 45 فیصد بچے 5 سال سے بھی کم عمری میں مر جاتے ہیں۔ پوری دنیا میں تقریباً 2 ارب افراد موٹاپے کا شکار ہیں۔ ہائبرڈ غذائیت سے بھرپور خوراک کی ضرورت ہے۔ غذائیت کم ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں ہی انسانی صحت کیلئے خطرناک ہیں جس سے معاشی نمو میں کمی آتی ہے اور غربت کے ساتھ بھوک طلاش میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ایسی صورتحال میں "زیرو ہنگر" کا ہدف حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ کاشتکاروں اور دیگر تمام سٹیک ہولڈرز کو پالیسی سازی کا حصہ بنانا ہوگا۔ فوڈ سیکیورٹی کا مطلب ہی دستیابی، آسان رسائی اور غذائیت سے بھرپور ہونا ہے۔ پاکستان میں فوڈ سیکیورٹی سے متعلق اعداد و شمار حقائق سے مطابقت نہیں رکھتے۔ موسمیاتی تبدیلیوں پر قابو نہیں پایا جاسکتا لیکن اس کے مطابق خود کو تیار کیا جاسکتا ہے۔ سوشل سطح پر ہونے والے اقدامات کے علاوہ انفرادی سطح پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے ہمیں پلاسٹک تھیلوں کا استعمال اپنی زندگی سے کم سے کم کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کل بہت ہی گرم الٹیا یہاں تک کہ چائے کیلئے بھی پلاسٹک کے تھیلے استعمال کئے جارہے ہیں جو انتہائی مضر صحت ہیں۔ پلاسٹک کی بوتلوں میں زیادہ دیر رکھا جانے والا پانی بھی پینے کے قابل نہیں رہتا۔ گرم چیزیں کیلئے پلاسٹک کا استعمال کینسر کا باعث بنتا ہے۔ تلی ہوئی اشیا کا تیل بھی پیک کرنا چاہئے۔ اگر تیل کا رنگ زیادہ براؤن یا کالا ہو جائے تو وہ انتہائی مضر صحت ہوگا۔ ایسے تیل میں زہریلے مادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں استعمال ہونے والے پانی کے ذرائع بھی چیک کئے جائیں۔ اگر کہیں سیوریج کی لائن ساتھ ہے تو اس پانی کو لیبارٹری سے ضرور ٹیسٹ کروایا جائے۔ نمکین کا استعمال کم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے جسم کے محافظ جراثیم مر رہے ہیں۔ اسی لئے پہلے 3 روز میں جس دوا سے آرام آتا تھا اب 10 دن میں بھی آرام نہیں آتا۔ اسی طرح ہمیں نومولود بچوں کو پیدائش کے پہلے 2 سال تک اپنا دودھ پلانا ہے۔ اس عرصے میں بچے کی ایک انتہائی ہوتی ہے جو قد بڑھانے میں مددگار ہوتی ہے۔ خواتین کو خود بھی فولک ایسڈ، زنک، کیلشیم، آئرن، وٹامن کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ فوڈ سیفٹی اینڈ خوراک کا نظام لاپتہ نہیں ہوتے۔ ہمیں کھانے پینے کی عادات میں تبدیلی لانی چاہئے اور غذائیت سے بھرپور خوراک کا استعمال کرنا چاہئے۔ نسل صحت مند ہوگی تو صحت مند معاشرے کی تشکیل ممکن ہو سکے گی۔ علم پر مبنی معیشت کے ذریعے ہیرا ازم شفٹ کی ضرورت ہے۔ اس ذریعے سے ہم اپنے وسائل کو استعمال میں لا کر کامیاب لیڈر بن سکتے ہیں۔

### سلطان محمود

(سماجی کارکن)

پاکستان فی الوقت شرح نمو میں 6 فیصد اضافے کے ہدف سے بہت دور ہے۔ شرح پیداوار میں محض دو یا تین فیصد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ خوراک کا براہ راست تعلق زراعت سے ہے لیکن زراعت بھی اب خصوصی طبقے کے لئے نفع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ چھوٹے کاشتکاروں کیلئے مسائل کا انبار اب بھی موجود ہے۔ زرعی تحقیقاتی اور زرعی تعلیمی ادارے اس حوالے سے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

### نوید عصمت کاہلوں

(اسسٹنٹ ڈائریکٹر زرعی اطلاعات ملتان ریجن)

حکومت کو بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کی ضروریات سے متعلق مکمل ادراک ہے۔ اسی لئے پانی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال اور اس تک رسائی کو آسان بنایا جارہا ہے۔ خوراک میں زنک کی کمی کو پورا کرنے کیلئے اسے بائیوفورٹی فائیڈ طور پر گندم میں شامل کیا جارہا ہے۔ گندم کی 22.5 ملین ٹن ریکارڈ پیداوار میں کسان دوست بیج نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ زرعی ماہرین کی قیمتیں ماضی سے کہیں کم کرائی گئی ہیں جس سے پیداواری لاگت بھی کم ہوئی ہے۔ پانی کی بچت کیلئے اب ہر ٹیوب ویل ایریا کیلئے سسٹم متعارف کروایا گیا ہے جس پر حکومت کی طرف سے 60 فیصد سبسڈی دی جارہی ہے۔ سبزیوں کے فروغ کیلئے نفل کارٹنگ کا پروگرام متعارف کروایا گیا ہے۔ فی ٹنل 12 کنال 25 ہزار روپے کی سبسڈی بھی دی جارہی ہے۔ کنال کی مرحلہ 10 فیصد زیادہ کاشت ہوا ہے۔ اس لئے پیداوار بڑھانے کیلئے مسائل کا انبار اب بھی موجود ہے۔ زرعی تحقیقاتی اور زرعی تعلیمی ادارے اس حوالے سے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

### شہزاد مغل

(ٹما سکندہ وورلڈ فوڈ پروگرام)

خوراک کی پیداوار اور دنیا کی آبادی کے حساب سے بہت زیادہ ہے لیکن بہت سے متنازع مسائل میں الجھے ممالک اور پاکستان کے ایسے علاقے جہاں امن وامان کے مسائل ہیں، خوراک کی فراہمی کو درست انداز یا ضرورت کے مطابق ممکن نہیں بنایا جاسکا۔ خوراک کا تحفظ اور غذائیت دو مختلف معاملات ہیں۔ ہمارے ہاں خوراک دستیاب ہے لیکن اس سے انسانی جسم کی ضرورت پوری نہیں ہو رہی۔ یہاں زیادہ تر جنک فوڈ استعمال کیا جارہا ہے جو انتہائی مضر صحت ہے۔ اس کو فوری طور پر روکنا چاہئے۔ سکولوں کی سطح پر بچوں کیلئے خصوصی سکیمیں متعارف کروائی جائیں۔ ہم نے بھی زلزلوں کے مواقع پر خوراک سے متعلق خصوصی پروگرام ترتیب دیئے۔ غذائیت سے آگاہی کے لئے مختلف سرگرمیاں عمل میں لائی گئیں۔ عالمی سطح پر اس حوالے سے کوشش کی جارہی ہے۔ سکول فیڈنگ پروگرام کے ذریعے نیوٹریشن ویلیو اور ایجوکیشن کے فروغ پر ڈبلیو ایف پی نے بہت کام کیا ہے۔ پاکستان میں کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں سٹوریج کا بڑا مسئلہ تھا جس کیلئے ہم نے ایشیائی ڈیولپمنٹ بینک کو ویئر ہاؤسز کی سہولیات فراہم کی ہیں۔ 2030ء "زیرو ہنگر" کے ہدف کو حاصل کرنے کیلئے حکومت کے ساتھ مل کر سکولوں کے بچوں کو دودھ اور پانی ازری بسکٹ دینے کا پائلٹ پروگرام جلد ہی شروع کیا جائے گا۔ کمیونٹی سطح پر عوام کیلئے آگاہی سیمینارز کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ حکومت پنجاب گندم محفوظ کرنے کیلئے سائیلوز بنانے پر کام کر رہی ہے جس کیلئے نجکاری مد ہماری طرف سے ہوگی۔ سائیلوز کے قیام سے گندم اور اس سے تیار ہونے والی اشیاء خورد ونوش کے معیار میں کافی بہتری آئے گی۔ تمام ذمہ داری حکومت کی بجائے معاشرے کے ہر فرد کو خود بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے۔ زراعت کے حوالے سے نقل مین کے کردار کو کم کرنے ضرورت ہے تاکہ کاشتکار کو جائز منافع مل سکے۔

### طاہر سعید

(ڈپٹی ڈائریکٹر آپریشنز پنجاب فوڈ اتھارٹی ملتان)

معیاری اور محفوظ خوراک کی دستیابی کو یقینی بنانے کیلئے فوڈ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا کیونکہ ملاوٹ سے پاک اور غذائیت سے بھرپور خوراک ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ فوڈ اتھارٹی نے اس حوالے سے بنیادی اقدامات کئے۔ کارپوریٹ مشروبات کو سکولوں میں بین کروایا گیا جس سے بچوں کی صحت بری طرح متاثر ہو رہی تھی۔ بڑی فاسٹ فوڈ کمپنیوں ٹی ایم اور کمپنی کی تقلید تشہیر سے لوگوں کو بڑی تیزی سے اپنی طرف راغب کر رہی تھیں حالانکہ فاسٹ فوڈ کمپنیوں کی اکثر اشیا انسانی صلاحیتوں کو بری طرح متاثر کر رہی ہیں۔ بہت سی کمپنیوں کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی گئی۔ فوڈ اتھارٹی کا اصل جذبہ اور مقصد اشیائے خورد ونوش کا ملاوٹ سے پاک، اعلیٰ معیار سے آراستہ، بروقت اور ہر جگہ دستیاب ہونا ہے۔ ہوٹلوں اور فوڈ کارنرز میں ملازمین کی صحت وصفائی کے مسائل پر توجہ دی گئی۔ ملاوٹ اور ایسے مسائل پر قابو پانے کیلئے طویل المعیاد اور قلیل المدتی اقدامات کی ضرورت ہے۔ وقت کے ساتھ بہتری آرہی ہے۔ خوراک کی تیاری کرنے والے ملازمین کیلئے لائسنس کو ضروری قرار دیا گیا ہے جو چیزیں بنائی جارہی ہیں ان کی فروخت کیلئے بھی لائسنس حاصل کرنا ہوگا۔ صحت کے زیادہ تر مسائل خوراک تیار کرنے والوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اشیا کے نمونے چیک کروانے کیلئے مختلف اضلاع میں لیبارٹریاں زیر تعمیر ہیں۔ ان کے قیام سے لوگوں کو آسانی ہو جائے گی۔ 1947ء سے اب تک مسائل کا انبار ہے جن کے سدھار کیلئے وقت درکار ہے۔ ہمیں انتظامی و انفرادی آگاہی کی ضرورت ہے۔ انفرادی سطح پر ہر شخص کھانے کی اشیا کو خود پرکھے۔ حکومتی معیارات پر مطمئن آمد کیا جائے اور صارفین جب صاف خوراک طلب کریں گے تو ہی معاشرے میں اس کا رجحان فروغ پائے گا۔ محفوظ اور معیاری خوراک پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔